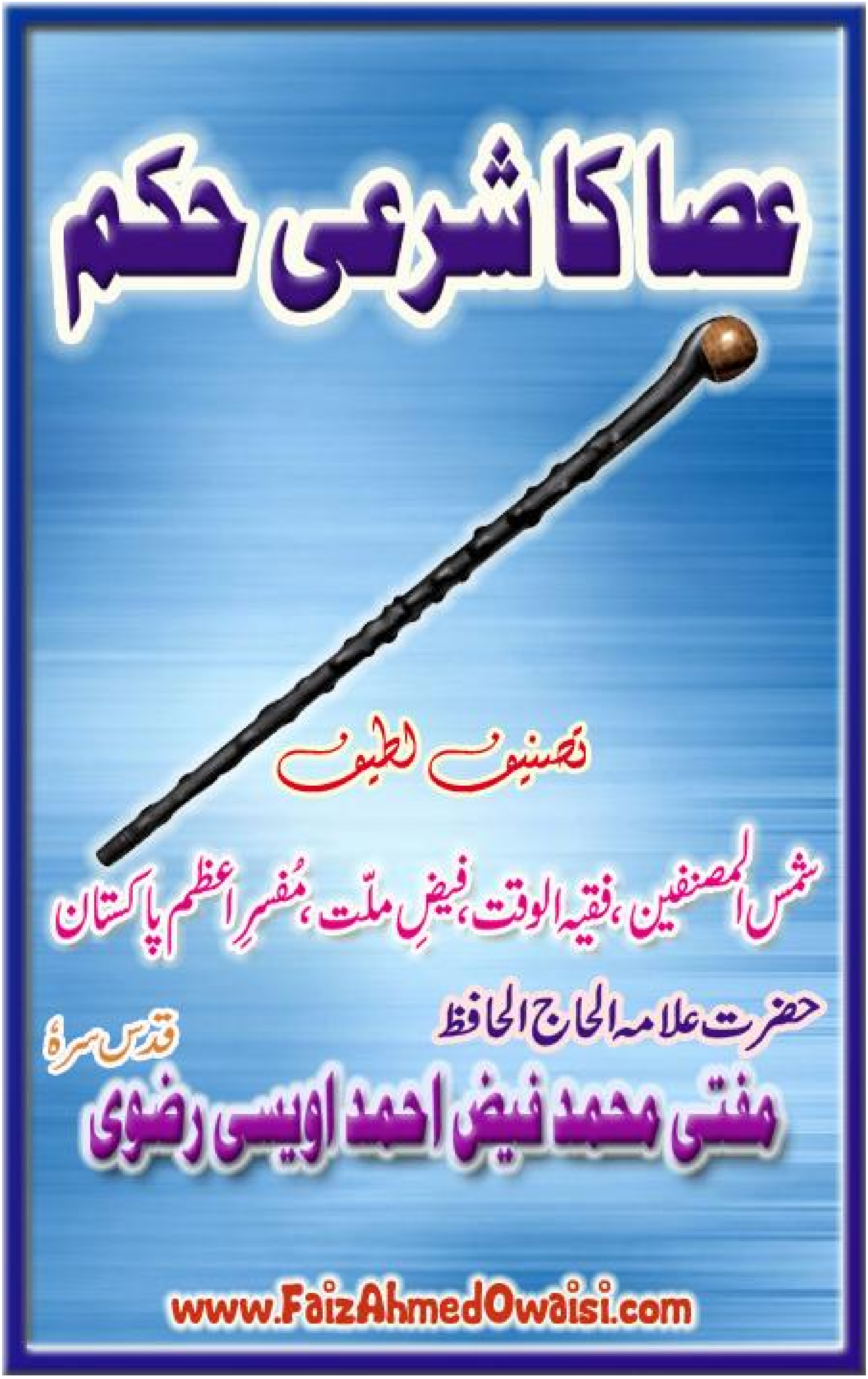

عصا کا شرعی حکم
تصنیف لطیف
شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج الحافظ
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
قدس سرہٗ
www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

عصا کا شرعی حکم

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

عصا ہاتھ میں رکھنا انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ اور ہمارے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک میں تو عصائے شریف رشکِ ملائکہ تھا۔ اسی لئے مشائخ عظام اور علمائے کرام کے ہاتھوں میں بعض جدّت پسند فقیر کے ہاتھ میں عصا دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس نے بڑھاپے کے ساتھی کو اپنایا ہوا ہے حالانکہ میرا یہ ساتھی جوانی کا رفیق ہے اور ایسا رفیق کہ اسے طواف وسعی کے علاوہ گنبدِ خضراٗ کی جالی مبارک کے سامنے لے جاتا ہوں اور اپنے آقا ﷺ کو دکھاتا ہوں کہ حضور ﷺ! میرے ہاں اور سنتوں کی کمی ہے لیکن عصا میرا اس لئے ساتھی ہے کہ یہ آپ کی سنت ہے۔

مذاق اڑانے والوں کو اس سنت سے بے خبری ہے تو فقیر کا یہ رسالہ حاضر ہے اگر مغربیت نے سونگھ لیا ہے اور سنت کی تحقیر کا مشغلہ ہے تو جہنم میں جانے کے لئے تیار رہے یا پھر اسے سنت سمجھ کر مذاق نہ اڑائے۔ فقیر کی یہ کاوش بھی اسی احیاء سنت کے زمرہ میں ہے کوئی اسے اپنائے گا تو اجر وثواب پائے گا۔ اس کی اشاعت بھی عزیزم حاجی محمد احمد صاحب قادری عطاری فرمارہے ہیں۔

فجزا ھما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء ۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳ ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز سوموار مبارک

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن له المحامد فی العشی والمساء وھو ثینی علٰی من اطاعه ویذم من عصا والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدالانبیاء الذین زیّنوابایدیھم فی الاسفاروالاحضار بالعصاء وعلٰی آله واصحابه الذین اتعتدوابامام الانبیاء علیھم افضل التحیت واکمل الثناء ۔

امابعد! فقیرابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ کی یہ عرض گذاشت ہے کہ عصا ہاتھ میں رکھنے کے متعلق وضاحت مطلوب تھی ۔ اتفاقاً رسالہ ''الانباء ان العصا من سنن الانبیاء '' مصنف مولانا علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ الباری دستیاب ہوا اس کے مطالعہ سے میرے ذہن نے کافی مواد جمع کرلیا جو ایک رسالہ کی صورت میں حاضر ہے ۔ جس کا نام ''خیر العطاء لمن اخذاالعصاء '' ہے ۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے ۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللّٰہ العلیٰ العظیم والصلوٰۃ والسلام علی رسوله الکریم الامین ۔

حضرت مولانا علی القاری رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا کہ عصا ہاتھ میں لینا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے ۔ حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا تھا اور وہ مُورو کے درخت کا تھا ۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

''کانت من الجنة حملھا آدم علیه السلام '' (الانباء)

یعنی جو وہ عصا بہشتی تھا جسے آدم علیہ السلام نے ہاتھ میں لے رکھا تھا ۔

وہی عصا حضرت آدم علیہ السلام سے توارثاً حضرات انبیاء علیہم السلام کو اور آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہونچا اور اس میں یہ تاثیر تھی کہ غیر نبی کے ہاتھ میں جاتا تو وہ ہلاک کردیتا اسی الانباء میں ہے:

''فتوارثھا الانبیاء علیھم السلام وکان لاید خرھا غیر نبی الااکلته فصارت من آدم الیٰ نوح ثم الیٰ ابراھیم حتی وصلت الٰی شعیب وکانت عندہٗ فاعطاہ موسیٰ علیه السلام ''۔ (الانباء)

فائدہ: حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت یہ عصا عنایت فرمایا جب ان کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا عقد نکاح فرمایا، چنانچہ مفسر بغوی نے فرمایا:

"انه لما تقاقدا عقد العهودة بینهما امر شعیب ابنتهٗ ان تعطی موسیٰ عصایرفع بهاعتم" (معالم التنزیل فی قصه شعیب و موسیٰ علیهما السلام)

فائدہ: حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

قال عکرمه خرج بها آدم من الجنة فاخذنا جبرائیل بعد موت آدم و کانت معه حتی لقیمابها موسیٰ لیلاً فد فعها الیه (الانباء)

یعنی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے عصا لے کر باہر تشریف لائے ان کے وصال شریف کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے لے لیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مُلاقی ہوئے تو وہی عصا ان کو دے دیا۔

قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا تذکرہ متعدد مقامات پر آیا ہے مثلاً

(۱) وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ○ قَالَ هِيَ عَصَايَ (پارہ۱۶،سورۃ طٰہٰ،ایت ۱۷)

ترجمہ: اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ؟ عرض کی یہ میرا عصا ہے۔

(۲) فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○ (پارہ۹،سورۃ اعراف،ایت ۱۰۷)

ترجمہ: تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک ظاہر اژدھا ہوگیا۔

فائدہ: امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی مختلف شکلیں تھیں اور اسکے آخری حصے میں دائت تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بحالتِ قیام کام دیتا تھا اور اس کی مختلف شکلیں ہو جاتی تھیں جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضرورت پیش ہوتی۔

عصائے موسوی کانام: حضرت مقاتل مفسر فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا نام تبعیہ تھا۔ (مظہری)

فوائد عصائے موسوی: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں بڑے فوائد تھے چند حاضر ہیں، (۱) اسے موسیٰ علیہ السلام کندھے پر رکھ کر اپنا زادِ راہ اٹھایا کرتے (۲) اس کی دونوں شاخوں پر لکڑی ڈال کر اس کے اوپر کمبل ڈالتے اس سے سایہ حاصل کرتے (۳) اگر کنویں کی رسی چھوٹی ہوتی تو اسے ملا کر اس سے رسی کا کام لیتے (۴) اگر ان

کی بکریوں پر درندے حملہ کرتے تو عصا سے درندوں کو مارتے۔ یہ وہ اسباب ہیں جو "ولی فیھا مارب اُخریٰ " میں مضمر ہیں۔ (مظہری)

اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام نے خود بھی صراحۃً بیان فرمائے ہیں: کماقال عزوجل حکایۃ:" اَتَوَکَّؤُ عَلَیْھَا "(۵) جب تھک جاتا ہوں تو چھلانگ لگاتے وقت اور بکریاں چُراتے وقت اس پر سہارا لیا کرتا ہوں (۶) وَ اَھُشُّ بِھَا عَلٰی غَنَمِیْ ،یعنی اسے درخت پر مارتا ہوں تو پتے بکریوں کے سروں پر گرتے ہیں جنہیں وہ کھاتی ہیں وغیرہ وغیرہ (المظہری تحت ھذہ الآیۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ دیگر بھی مروی ہیں مثلاً (۷) عصا پر کھانے پینے کا سامان لاد دیتے اور وہ چل پڑتا (۸) زمین پر اسے مارتے تو ایک وقت کا کھانا حاصل ہو جاتا (۹) زمین میں گاڑتے تو اس سے پانی بہہ نکلتا (۱۰) جب نکال لیتے تو پانی بند ہو جاتا (۱۱) اگر انہیں کسی میوہ کی خواہش ہوتی تو عصا کو زمین میں گاڑتے تو وہ عصا درخت بن جاتا اس پر پتے بن جاتے اور پتوں میں ثمر نکل آتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تناول فرماتے (۱۲) کنویں سے پانی کی ضرورت ہوتی تو عصا کی ایک شاخ ڈول اور دوسری جانب رسی بن جاتی جس سے پانی کھینچ کر پینے کا پانی حاصل کر لیتے (۱۳) اندھیری رات میں روشنی کا کام دیتا (۱۴) دشمنوں سے لڑ کر دشمن کی بیخ کنی کرتا۔ (الانباء للملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری)

سلیمانی عصا (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام): حضرت سلیمان علیہ السلام کا بھی عصا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں ہے:

"فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ" (پارہ ۲۲،سورۃ سبا،ایت ۱۴)

ترجمہ: پھر جب ہم نے اس (سلیمان علیہ السلام) پر موت کا حکم بھیجا جنّوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی۔ مفساۃ نسأت الغنم سے ماخوذ ہے:

" ای زجرتھا وسقتھا"

یعنی بکریوں کو ہانکا اسی سے ہے،

"نسأ اللہ رجلہ ای اخیرہ "

یعنی اسی سے لفظ نساء جو باب الرباء فقہ کے مسائل میں آتا ہے نساء بمعنٰے اُدھار وغیرہ۔

داؤدی عصاء: مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنا اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا، اس عمارت کے پورا ہونے سے قبل حضرت داؤد علیہ السلام کے وصال کا وقت آ گیا تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی تکمیل کی وصیت فرمائی چنانچہ آپ نے اس کی تکمیل کا حکم شیاطین کو دیا۔ جب آپ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اُن کی وفات شیاطین پر ظاہر نہ ہوتا کہ وہ عمارت کی تکمیل میں مصروف رہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عادت تھی کہ عبادت کے لئے مہینوں تک تخلیہ میں بیٹھا کرتے تھے آخری وقت میں بیٹھے تو ٹھوڑی کے نیچے عصا لگا ہوا تھا عبادت ہی میں روح پرواز کر گئی۔

سوال: سلیمان علیہ السلام پر اچانک موت کیوں طاری کی گئی؟

جواب: اس میں چند مصلحتیں تھیں (۱) سلیمان علیہ السلام کے جسم پر آثار موت ظاہر نہ ہوں (۲) جنات علمِ غیب کے مدعی تھے ان کے علم غیب کے دعویٰ پر پتھر پڑ گئے (۳) انتظامِ مملکت تمام کرانا مقصود تھا لوگوں نے یہی سمجھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زندہ ہیں اندر کوئی جانے کی ہمت نہ رکھتا تھا باہر سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو آنکھیں بند کئے لکڑی پر سہارا دیئے بیٹھا ہوا مشغول بحق دیکھتے تھے۔ (کنزالعرفان وحقانی)

گِرتوں کا سہا را عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حالتِ خطبہ میں عصا ہاتھ میں لیتے تھے:

(۱) عن عطاء مرسلاً کان ﷺ اذا خطب یعمد علیٰ عنزۃ او عصا رداہ الشافعی۔

یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے تو عنزہ یا عصا پر سہارا لگاتے۔

(۲) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ خَطَبَ عَلَى قَوْسٍ وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلَى عَصًا

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا ، الباب ماجاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ، الجزء 3، الصفحۃ414، الحدیث 1097)

(السنن الکبری للبیھقی، الباب الجزء 3، الجزء 3، الصفحۃ206)

یعنی جب آپ ﷺ جنگ میں خطبہ دیتے تو قوس پر سہارا لگاتے اور جب جمعہ کا خطبہ دیتے تو عصا پر۔

(۳) سفر میں بھی عصائے رسول ﷺ رفیقِ سفر ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"كان اذا مسافر حمل معه خمسته اشياء المرأة واالمكحلة و المدرى والسواك والمسط وفى روايةٍ المقراض" (عوارف المعارف)

یعنی نبی پاک ﷺ جب سفر پر تشریف لے جاتے تو پانچ اشیاء آپ کے ساتھ ہوتیں (۱) آئینہ (۲) سرمہ دانی (۳) چُھری (۴) مسواک (۵) خوشبو کی ڈبیہ، ایک روایت میں مقراض وارد ہے۔ بعض روایات میں عصائے شریف کا ذکر بھی ہے۔

(٤) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ ان اتخذ منبرا فقد اتخذه ابراهيم وان اتخذت العصاء فقد اتخذ ها ابراهيم (الانباء)

یعنی اگر میں نے منبر بنایا تو یہ بھی ابراہیمی سنت ہے اور اگر میں نے عصا ہاتھ میں رکھا ہے تب بھی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ادا کی ہے۔

فائدہ : اس حدیث سے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعلق بھی عصا رکھنے کی سنت کا صراحۃً ذکر ملا ہے۔

(٥) عن عبد الله بن عباس رضى الله عنه انه قال التوكأ على العصاء من اخلاق الانبياء كان الرسول عليه السلام عصا يتوكأ عليها ويا مر بالتوكئ على العصاء (الانباء)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عصا پر سہارا کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا بھی عصا تھا جس پر آپ ﷺ سہارا کرتے تھے اور ہمیں بھی عصا پر سہارا کا حکم فرماتے۔

(٦) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا

(سنن ابی داود، کتاب الادب ، الباب فی قیام الرجل للرجل، الجزء 13، الصفحۃ 466، الحدیث 4553)

یعنی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور سرور عالم ﷺ ہمارے ہاں عصا پر سہارا لگاتے ہوئے تشریف لائے تو ہم سب آپ ﷺ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عجمیوں کی طرح میرے لئے نہ اٹھو کہ وہ اپنے بعض کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

(۷) ابوداؤد میں ہے کہا:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ وَلَا يَزَالُ فِي يَدِهِ مِنْهَا

(سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ ، الباب فی کراھیۃ البزاق فی المسجد، الجزء 2، الصفحۃ72، الحدیث 406)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ چھڑیوں کو پسند فرماتے اور آپ کے ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی۔

الدیلمی کی الفردوس میں ہے، عصا ہاتھ میں رکھنا مؤمن کی علامت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

صوفیانہ طریقہ: یہی وجہ ہے کہ صوفیا کرام ہمیشہ عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے:

"قال علی القاری رحمۃ اللّٰہ الباری ، والصوفیۃ لایفا رقھم العصای ھو ایضاً من السنتہ" (الانباء)

یعنی ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا اور صوفیہ کرام سے عصا کبھی جُدا نہ ہوتا اور یہ بھی سنت ہے۔

فائدہ: بستان میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عصا میں چھ فائدے ہیں (۱) انبیاء علیہم السلام کی سنت (۲) صلحاء کی زینت (۳) اعداء کے لئے ہتھیار (۴) کمزوروں کا یار (۵) مسکینوں کا دوست (۶) منافقین کے لئے دُکھ۔

فائدہ: بزرگوں کا فرمان ہے کہ جب مؤمن ہاتھ میں ڈنڈا لئے ہوتا ہے تو شیطان دُور بھاگ جاتا ہے اور اس سے منافق وفاجر دور رہتے ہیں، جب وہ نماز پڑھتا ہے تو وہ اُس کے لئے دیوار بن جاتا ہے اور جب تھک جاتا ہے تو اس پر سہارا کرتا ہے۔ (الانباء علی القاری رحمۃ اللہ الباری)

انبیاء علیہم السلام کا طریقہ: (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"التوکأ علی العصا من اخلاق الانبیاء (علیھم السلام)" (الانباء للقاری)

یعنی عصا پر سہارا کرنا انبیاء علیہم السلام کی عادت مبارکہ میں سے تھا۔ حضور سرور عالم ﷺ کا عصا مبارکہ تھا۔

"وکان یامر بالتوکئ علی العصا"

یعنی (ایضا) حضور ﷺ عصا پر سہارا کا حکم فرماتے تھے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حمل العصا علامۃ المؤمن وسنتہ الانبیاء" (رواہ انس مرفوعاً)

یعنی عصا ہاتھ میں رکھنا مؤمن کی علامت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا عجوبہ: جب موسیٰ علیہ السلام کنوئیں سے پانی نکالنے کا ارادہ فرماتے تو ان کا عصا بو کہ بن جاتا اور اندھیری رات میں چراغ کا کام دیتا اگر دشمن حملہ آور ہوتا تو عصا دشمن سے لڑتا اور موسیٰ علیہ السلام سے دشمن کو دُور بھگا دیتا وغیرہ وغیرہ۔ (الانبیاء للقاری رحمۃ اللہ الباری)

موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کے بارے میں تفاسیر میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مزید تفصیل آئے گی۔

(انشاء اللہ تعالیٰ)

انتبــــاہ: کسی کا طریقہ اپنانا اس سے محبت و پیار کی علامت ہے مثلاً ہمارے دور میں بہت سارے لوگ انگریزی تہذیب وتمدن کے خوگر ہیں تو لباس، خوراک وغیرہ میں انگریزوں کی تقلید کرتے ہیں۔ مسلمان کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام واہلبیت عظام اور اولیاء وصلحاء علیہم الرحمۃ والرضوان سے عقیدت ومحبت ہے تو چاہیے کہ ان کی تہذیب وتمدّن کا عاشق بنے تاکہ کل قیامت میں ان کے ساتھ رہنا نصیب ہو نہ کہ انگریزوں کے ساتھ۔ کیونکہ قاعدہ مسلّمہ ہے ''المرء مع من احب'' جو جس سے محبت کرتا ہے وہ قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا۔

عصائے صحابہ رضی اللہ عنہم: احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عصا ہاتھ میں رکھتے تھے بطور تبرک چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عصائے مبارکہ کا عرض کرتا ہوں۔

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عصا: امام ابونُعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء کے لئے مسجد میں آئے تو راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قدرتی شمع روشن ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر فرمایا، نماز کے بعد میرے پاس آنا مجھے تم سے کام ہے۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ پھر جب حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ٹہنیاں عطا فرمائیں۔

''فقال خذھذا یضیء لك امامك عشرا و خلفك عشرا'' (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۸۱)

یعنی اور فرمایا انہیں اٹھالو دس تمہارے آگے اور دس تمہارے پیچھے روشن ہو جائیں گی۔

عصائے عبادہ بن بشیر واسید بن حضیر رضی اللہ عنہما: امام بخاری وبیہقی وحاکم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن بشیر، اُسید بن حضیر کی خدمت میں بیٹھے اپنے مطلب کی باتیں

کررہے تھے کہ رات ہوگئی اور سخت ظلمت چھاگئی پھر یہ دونوں اٹھے اور اپنے گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لاٹھی روشن ہوگئی، جب دونوں کی راہ جدا ہوئی تو،

''اضاء ت الاخریٰ عصاہ فمشی کل واحد منھا فی ضوع عصاء ہ حتی بلغ اھلہ'' (حجۃ اللہ، صفحہ ۱۷)

یعنی دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور یہ دونوں صحابی ان لاٹھیوں کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

فائدہ: عصاء سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ہے ہی لیکن اس روایت سے ایک طرف صحابہ کرام کی کرامت واضح ہے اور ہر ولی اللہ کی کرامت معجزۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم متصور ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم بھی نورگر ہے۔

یہ اس وقت ہے جب نور صرف روشنی کو سمجھا جائے حالانکہ نور صرف روشنی کا نام نہیں روشنی نور کی ایک قسم ہے اور نور کی بے شمار قسمیں ہیں اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اقسام سے نہ صرف متصف ہیں بلکہ ان تمام انوار کے سرچشمہ ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کا عصا: اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر پہنچے تو آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى o قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى o (پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، ایت ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ؟ عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔

یعنی سہارا لینے اور پتے جھاڑنے کے علاوہ بھی میرے بہت سے کام اس سے وابستہ ہیں مثلاً چلتے وقت اسے کاندھے پر رکھ لیتا ہوں اور اس کی دوسری طرف تیر کمان اور دودھ کا برتن اور لوٹا باندھ دیتا ہوں اور اس کی ایک طرف میں زادِ راہ باندھتا ہوں۔ ان جملہ اشیاء کو اسی ڈنڈے کے ذریعے ساتھ رکھنے اور ان کو اٹھانے میں آسانی ہوتی ہے۔ عجیب تر یہ کہ دورانِ سفر یہ میرے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ (روح البیان)

موسوی عصا کا تعارف: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک دوشاخہ تھا اور مجن جب کسی درخت کی ٹہنی اونچی ہوتی تو اسے مجن سے نیچے کرتے اور پھر موڑنے کا ارادہ فرماتے تو عصا کے دوشاخوں سے ٹہنی کو سمیٹ لیتے۔ (اس طرح سے ٹہنی سے پتے جھاڑنا آسان ہوجاتا) اور اس عصا کے نیچے کی طرف دو دندانے تھے۔

(۱) جب اسے زمین پر گاڑتے تو زمین سے پانی نکلتا۔

(۲) جو ثمر موسیٰ علیہ السلام چاہتے وہ ڈنڈے سے مل جاتا۔

(۳) جس وقت کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتے تو وہ ڈنڈے کو کنوئیں میں ڈال دیتے تو ڈنڈا بو کہ کی صورت اختیار کر جاتا جس سے پانی نکال لیتے۔

(۴) جب رسی کم ہو جاتی تو عصا کے ساتھ ملا لیتے اس سے پانی نکال لیا جاتا۔

(۵) رات کے وقت وہ چمکتا بھی تھا۔

(۶) اس سے دشمنوں کا مقابلہ کرتے جس سے دشمن بھاگ جاتے۔

(۷) جب درندے بکریوں کے پیچھے پڑتے تو موسیٰ علیہ السلام اس ڈنڈے سے انہیں بھگاتے۔

(۸) نینداور بیداری میں ہوام کو ہٹاتے۔

(۹) دھوپ سے بچنے کے لئے ڈنڈے کو زمین پر گاڑ کر اس پر کپڑا ڈال دیتے جس کے سایہ کے نیچے آپ علیہ السلام آرام فرماتے۔

ڈنڈے کا طول وعرض: ڈنڈے کا طول موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کے مطابق بارہ ہاتھ تھا۔ جنت کے مورو کے درخت کا بنا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت شعیب علیہ السلام سے اور حضرت شعیب علیہ السلام کو ایک فرشتے سے ملا تھا جس نے آدمی کے بھیس میں آکر آپ کے ہاں امانت رکھا تھا۔

فائدہ: حضرت کاشفی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ وہ ڈنڈا اصاف لکڑی کا بہشت سے آیا تھا۔ اس کا طول دس گز اور اس کا سر دوشاخہ تھا۔ اس کے نیچے دندانے تھے جسے وہ علیق سے موسوم کرتے یا نبعہ سے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے بطور وراثت حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا۔ ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام خلق خدا کے راعی ہیں اور مخلوق جانوروں کی طرح ہے، اسے چارے اور نگرانی کی ضرورت ہے اسے شیطان جیسے بھیڑیئے اور نفس جیسے شیر سے بچانا لازمی ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے ارشادات پر عمل کرے اور ان کے دروازے پر پڑا رہے اور ان کے اشاروں پر چلے۔

حضرت حافظ قدس سرہٗ نے فرمایا

شبان وادیٔ ایمن گہے رسد بمراد
کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند

یعنی کسی نے اس شعر کو اردو میں ڈھالا ہے، کبھی چرواہا وادیٔ ایمن میں مراد کو پہونچتا ہے بشرطیکہ وہ ایک عرصہ تک حضرت شعیب علیہ السلام کی جان سے خدمت کرے۔

یعنی وادیٔ ایمن کا راعی اس وقت منزل مقصود پر پہنچا جب کہ چند سال شعیب علیہ السلام کی خدمت کی۔

فائدہ صوفیانہ: اہل معرفت نے فرمایا کہ چونکہ ڈنڈا نفسِ مطمئنہ کی صورت میں تھا یہی وجہ ہے کہ موہومات و تخیلات کو فنا کرتا ہے۔اس لئے کہ سانپ کی صورت ایسی ہے کہ وہ ایمان کی استعداد رکھتی ہے جیسے جنون کو مدینہ طیبہ میں سانپ کی صورت میں دیکھا گیا۔اس کا ذکر صحاح ستہ میں موجود ہے۔اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا

یعنی اس ڈنڈے (نفس مطمئنہ) کے ذریعے اسرارِ الٰہیہ کے مطالب حاصل کرتا ہوں۔

وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي

یعنی اور اپنی رعایا یعنی اعضاو جوارح اور ایسے جملہ قوائے طبعیہ وبدنیہ کی روحانی غذا پاتا ہوں۔

وَلِيَ فِيهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى

یعنی اور دیگر وہ کمالات جو مجاہدات بدنیہ وریاضات نفسیہ سے نصیب ہوتے ہیں میں اسی کے ذریعے حاصل کرتا ہوں۔

جب یہ مجاہدہ وریاضت میں میرے کام آتا ہے اور رجوع اِلی اللہ سے مجھے آگاہی دیتا ہے تو معصیت طاعت سے تبدیل ہوجاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (پارہ۱۹،سورۃ الفرقان،ایت ۷۰)

ترجمہ: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

سوال: سوال تو لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کیوں سوال کیا؟

جواب نمبر۱: یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی حقیر شے سے نفیس واعلیٰ جوہر ظاہر کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کا مشاہدہ عوام کو بھی ہو۔اس معنیٰ پر وہ سوال کے طور پر کہتا ہے: ماھذا؟ اس کے جواب پر مقصد ظاہر ہوجاتا ہے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کی حقیقت کو ظاہر فرمایا تو اس کی مثال یوں ہے کہ ایک لوہے کا معمولی ٹکڑا دکھایا جائے جسے دیکھنے والا حقیر شے سمجھتا ہے۔چند دنوں کے بعد اس سے بہتر زرہ تیار کر کے اسے کہا جائے کہ یہ وہی لوہا ہے جسے تم حقیر سمجھتے تھے لیعنہٖ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس عصا سے اپنی عجائبات قدرت دکھائے تو پہلے

فرمایا کہ یہ کیا ہے ایک لکڑی ہے جس سے نہ نفع ہے نہ نقصان۔

لیکن جب ایک بڑا اژدھا دکھایا گیا تب واضح ہوا کہ یہ ایک قدرت ایزدی کا نمونہ ہے اوراس کی حکمتوں کا ایک باب۔

جواب نمبر۲: علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ استفہام تنبیہ کے لئے ہے گویا مخاطب کوفرمایا کہ آیئے قدرت کے عجائبات ملاحظہ کیجئے۔

روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے امتحان لیااور تنبیہ فرمائی تا کہ انہیں معلوم ہو کہ، عصا کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نام اور بھی ہے اوراس کی ایک حقیقت اور ہے جسے وہ نہیں جانتے اور کہیں کہ یااللہ اس کا علم تجھے ہے ۔یہ تنبیہ اس وقت کی گئی جب انہوں نے اس کا علم اپنی طرف منسوب فرمایا:

کماقال " هِیَ عَصَایَ " ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمایا کہ تیرے جواب میں دو لغزشیں ہیں (۱) اس کا ڈنڈا نام بتایا۔(۲) اس کا علم اپنی طرف منسوب فرمایا، بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ یہ میرا ثعبان ہے تیرا ڈنڈا نہیں۔

جواب نمبر۳: بعض مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ سوال کی حقیقت یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ ہو جائے کہ یہ ڈنڈا ہے اس سے خوفزدہ نہ ہو، یہ اژدھا بن جائے اور یہ تمہارا معجزہ ہے اسی لئے ان سے بار بار خطاب سے نوازا تا کہ وہ اس سے مانوس ہوں اس سے انہیں وحشت نہ ہو اور ساتھ اس کی ہیبت جلالیہ سے بھی نہ گھبرائیں جو کلام سے طاری ہو کیونکہ وہ کلام ازجنس مخلوق نہ تھا اور وہ خوف ان کے دل سے دور ہو جو انہیں درخت سے غیر مالوف طور پر بات سنائی دی اور ملائکہ کی تسبیح سے ان کے دل میں سکون بیٹھا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد ان کا دل مضبوط ہوا تو کلام طویل فرمایا۔

موسوی ڈنڈے کا حال اور کارنامہ: روح البیان، پارہ۹، میں ہے کہ جب جادوگروں کی رسیوں اور ڈنڈوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک نے جلدی سے جھپٹا بھر کر کھالیا تو حاضرین مجلس یعنی تماشائیوں اور خود جادوگروں کی طرف متوجہ ہوا تو وہ ڈر کے مارے بھاگے۔اور جلدی میں ایک دوسرے پر گرے تو ہزاروں کی تعداد میں مر گئے ۔(زرقانی میں ان کی پچیس ہزار تعداد لکھی ہے) **واللہ تعالیٰ اعلم** ۔اور روح البیان میں اسی ہزار لکھا ہے۔اُن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا تو پھر عصا بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کی سانپ والی ہیئت کو مٹادیا یااس کے غلیظ اجزاء کو لطیف ترین بنادیا۔جادوگروں نے یہ کیفیت دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ اگر یہ عصا بھی جادو ہوتا تو اس کے ختم ہو جانے کے بعد ہماری رسیاں اور ڈنڈے باقی بچ رہتے۔

نیز روح البیان، پارہ ۹ میں ہے کہ جب ڈنڈا سانپ بن گیا تو جہاں سے گذرتا ہر شے کو کھائے جار ہا تھا یہاں تک کہ پتھر اور درخت وغیرہ۔ اس کی آنکھیں آگ کی طرح چمکتی تھیں اور دانتوں سے سخت قسم کی آواز آتی تھی اس کے دونوں جبڑوں کی درمیانی مسافت چالیس یا اسی (۸۰) ہاتھ تھی۔ وہ کھڑا ہوا تو اوپر کی ایک میل کی مسافت ہوتی۔ اس سانپ نے اپنا جبڑا فرعون کے محل کی دیوار پر ڈالا اور اس کے قبہ کو ایک دانت سے لے لیا اور فرعون کی طرف چلا تو فرعون گوز مارتا ہوا بھاگا اور اس دن اُسے چار سو دست آئے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا سانپ کو واپس بلا لو میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور آپ کی قوم آپ کو دے دوں گا۔

نوٹ: عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات آئندہ اوراق میں آتے ہیں یہاں ایک ولی اللہ کے ڈنڈے کا کمال ملاحظہ فرمائیں

ولی اللہ کا ڈنڈا: ایک ولی اللہ جنگل میں مقیم تھے ان کے پاس مہمان بکثرت آتے تھے لنگر کے ضروریات کے لئے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ آپ نے اپنے ڈنڈے کو فرمایا انسان ہو جا اور بازار سے لنگر کے سودے لے آ۔ جب وہ کام پورا کر لیتا تو وہ اسے فرماتے ڈنڈا ہو جا۔ پھر وہ بدستور ڈنڈا ہو جاتا۔ (جمال الاولیاء)

ازالۂ وہم: قدرت ایزدی کرامت میں ظہور فرماتی ہے جیسے معجزات بھی قدرتِ ایزدی کا کرشمہ ہے اس کی مزید تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ، ''بڑھیا کا بیڑا'' اور ''غوث اعظم'' کی کرامت پڑھئے۔

عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ عصائے محمدی و عصائے موسوی علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام کا فرق بتاتے ہیں

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا

گِروں کا سہارا عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس شعر کی شرح فقیر کی شرح حدائق میں دیکھئے۔ یہاں پر عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک رات نمازِ عشاء کے لئے تشریف لے گئے۔ رات اندھیری تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان کو دیکھا انہوں نے عرض کیا میں نے خیال کیا کہ نمازی کم ہوں گے اس لئے چاہا کہ جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر حضرت قتادہ کو کھجور کی ایک ڈالی دی۔ اور فرمایا کہ یہ ڈالی دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی جب تم گھر پہنچو تو اس میں ایک سیاہ شکل دیکھو گے اس کو مار کر باہر نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ (شفا شریف وغیرہ)

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محجن کی تلوار ٹوٹ گئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ جب عکاشہ نے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو وہ ایک سفید مضبوط تلوار بن گئی جس سے وہ جنگ کرتے رہے اس تلوار کا نام عون تھا۔ حضرت عکاشہ اسی کے ساتھ جہاد کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایام الردّۃ میں شہید ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام)

(۲) جنگِ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی تو وہ تلوار بن گئی۔

عصائے موسیٰ علیہ السلام کے دیگر کمالات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک میں اور بھی بہت سے بڑے کمالات تھے، یہاں چند ایک مشہور کمالات عرض کر کے بالمقابل اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات بھی پیش کروں گا تا کہ یقین ہو کہ:

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حفاظتِ جانِ موسیٰ علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشہور و معروف معجزہ عصا بھی ہے لکڑی کا عصا تھا مگر دشمنوں کے لئے اژدہا بن کر آپ کی حفاظت کرتا تھا جیسا کہ ایک نمونہ ابھی فقیر نے عرض کیا ہے۔

حفاظت جان جانان صلی اللہ علیہ وسلم: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شانِ عالی ہے کہ بغیر اژدہا و دیگر اسباب کے اللہ تعالیٰ نے خود حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (پارہ ۶، سورۃ المآئدہ، آیت ۶۷)

ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

اور اس وعدہ کے ایفاء کے واقعات تفاسیر کتب سیر میں مفصل ہیں۔ فقیر یہاں ایک حوالہ عرض کرتا ہے جس سے ثابت ہو کہ سرورِ انبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی نرالی شان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و صیانت بغیر عصا کے بھی ہو جاتی ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب ابوجہل نے پتھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو:

"رای کتفیہ ثعبانین فانصرف مرعوبا" (زرقانی، جلد ۵، صفحہ ۱۹۵)

یعنی میں نے آپ کے شانہ ہائے اقدس پر دو اژدہے دیکھے اور ابوجہل سراسیمہ ہو کر بھاگا۔

فائدہ: اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عصائے کلیم اژدہا بن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کیا کرتا تھا تو یہ

چیز ہمارے نبی کریم ﷺ کو بلاعصا ہی حاصل تھی۔ اور آپ کی حفاظت اور صیانت خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔ جیسا کہ اوپر گذرا۔

پانی کے چشمے : حضرت موسیٰ علیہ السلام کو **تفجر ماء من الحجارة** کا معجزہ عطا ہوا اور آپ نے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ لیکن سرکار ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے۔

محمدی چشمے : احادیثِ مبارکہ و معجزاتِ محمدیہ کے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے وہ دکھایا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شیدا ہو گئے۔ یعنی کلیم نے پتھر سے اور حبیب نے انگلیوں سے دریا بہا دیئے۔

؎ پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

(۱) امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ مقامِ زوراء میں تھے آپ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ لایا گیا تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

"فوضع کفه فیه فجعل الماء ینبع بین اصابعه کانوا ثلاثمائة" ۔ (خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۴۰)

یعنی حضور ﷺ نے اپنا دستِ مبارک پیالہ میں رکھا انگشتِ مبارک سے پانی نکلنے لگا پانی پینے والے تین سو آدمی تھے۔

(۲) امام بخاری و مسلم حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا صحابہ کرام نے خدمتِ اقدس میں عرض کی سرکار پانی نہیں ہے۔

"فوضع النبی ﷺ یده فی الرکوة فجعل الماء یفور من بین اصابعه کامثال العیون"۔

(خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۴۰)

حضور ﷺ نے اپنا دستِ اقدس چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مُبارک سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ اگر ایک لاکھ آدمی ہوتے تو وہ بھی اس پانی سے سیر ہو جاتے مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

نکتہ : اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کر دیا تو حضور اقدس ﷺ نے انگلیوں سے دریا بہا دیئے اور پتھر سے پانی جاری ہونا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ انگلی سے پانی جاری ہونا عجیب و غریب ہے۔ کیوں کہ پتھر سے پانی نکلا کرتا ہے مگر گوشت پوست سے پانی نہیں نکلتا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

؎ اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

عصائے موسیٰ کی مار: موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پانی جاری کر دیا۔

ٹھوکرِ مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر پر ٹھوکر مار کر پانی کا چشمہ بہا دیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ابنِ سعد وحبیب وابنِ عساکر حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مقامِ ذوالبجار جو کہ عُرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لے گئے ابو طالب کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی۔ انہوں نے خدمتِ اقدس میں تشنگی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر پتھر کو ایڑی ماری۔

"فاهوى بعقبه الى الارض (وفى رواية) الىٰ سخرة فركضها قال ابو طالب فاذا انا بماء لم ارى مثله فشربت حتى ركضها فعادت كما كانت "۔(خصائص کبریٰ، جلد۲)

یعنی ایک پتھر کو ایڑی لگائی۔ ابوطالب کہتے ہیں کہ پس ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہو گیا ایسا چشمہ کہ میری آنکھوں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر آپ نے ایڑی لگائی اور پانی بند ہو گیا۔

موازنہ : حضرت موسیٰ علیہ السلام تو عصا مارتے ہیں پھر کہیں پانی نکلتا ہے مگر یہاں عصاء مارنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں تو پائے اقدس میں عصائے موسیٰ علیہ السلام سے کہیں بڑھ کر طاقت ہے۔

معجزہ موسی علیہ السلام: فرعون کے مقابلے میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک اژدھا بن گیا تو یہ معجزہ دیکھ کر فرعون کے جادوگر بول اُٹھے ہم اس ربِ جلیل کی ذات پر ایمان لائے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔

معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم: جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے کلاہ نکلا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں لکڑی کا ایک دستہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زمین پر رکھ دیا۔ تو وہ اژدھا بن گیا۔ جب کلاہ نے یہ اعجاز دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی۔ پھر وہ دستہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔(معجزاتِ نبویہ، امام محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ)

معجزہ موسیٰ علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنا دستِ مبارک فرعونیوں کے سامنے بغل سے نکالتے تو اس کی چمک اور دمک دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔

معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم: رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک غزوہ خیبر کے روز اس قدر روشن تھا۔ کہ جب کافر اس کو دیکھتا تو وہ اس سے ڈر کر بھاگ جاتا:

؎ کافروں پہ تیغ والا سے گری برق غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

معجزئہ موسیٰ علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مبارک دریائے نیل میں مارا۔ تو دریا پھٹ گیا۔ اور راستہ بن گیا۔ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء نے دریا کو عبور کرلیا۔ اور فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔ جو کہ قرآن پاک میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم: سید المرسلین ﷺ نے نجاشی کی طرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت بھیجی جن میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ تو کفار نے ان کو دریا عبور نہ کرنے دیا۔ اور دریا پر ہی روک دیا۔ تو انہوں نے یہ اپنا واقعہ حضور ﷺ کو لکھا۔ تو حضور ﷺ نے ایک چھڑی روانہ فرمائی اور فرمایا اس کو دریا پر مارنا تو جب انہوں نے دریا پر چھڑی کو مارا تو دریا نے راستہ دے دیا۔ اور انہوں نے آسانی سے دریا کو عبور کرلیا۔

معجزہ موسیٰ علیہ السلام: حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب آپ علیہ السلام سے پانی طلب کیا تو آپ علیہ السلام نے عصا مبارک مار کر ایک بڑے پتھر سے پانی جاری کردیا۔ یہ واقعہ بھی قرآنِ پاک میں موجود ہے۔

معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم: سرکارِ دو عالم ﷺ نے غزوہ تبوک کے روز بارہ ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا وہ ایسی جگہ پر پہونچے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ایک پانی کا پیالہ منگوا کر اس میں اپنی انگلیاں مبارک ڈالیں تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنے لگا اور سارے صحابہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ (معجزاتِ نبویہ)

مزید معجزات موسوی و محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام فقیر کی تصنیف ''تنہا داری'' میں پڑھیے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳ ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز سوموار مبارک عند صلوٰۃ العصر